خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 15o

Track - 1

26:00

''رمضان کیسے گزاریں''

ابھی آپ نے روزے کے بارے میں احادیث نبوی ﷺ اور کلام الٰہی کی آیات کی
تشریحات سنیں۔ روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے
پسند فرمایااور روزے کی جزا کے بارے میں ارشاد کیاکہ روزے کی جزا میں خود
ہوں۔ابھی آپ نے احادیث بھی اس سلسلے میں سنیں ۔ قرآن پاک کی آیات کی
تفسیر اور تشریح بھی آپ کے گوش گزار ہوئی ۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم
سب مل کر یہ سوچیں کہ یہ کیا بات ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے
کی جزامیں خود ہوں۔نماز ، حج ، زکوٰۃ، جہاداور ساری نیکیاںجس کے بارے میں
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان سب کا اجر ملے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چھوٹی
سی چھوٹی بات اگر برائی کی ہے وہ بھی اللہ کے ہاں ریکارڈ ہے۔اور بڑی سے
بڑی بات اچھائی کی ہے وہ بھی اللہ کے ہاں ریکارڈ ہے۔فمن یعمل مثقال ذرۃ
خیر یرا ... و من یعمل مثقال ذرہ شرا یرا ... ۔ یہ بات کہ روزے کی جزا میں خود
ہوں یہ اس کو تلاش کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کیا حکمت ہے۔
روزے کی جزا میں خود ہوں۔اس کا سیدھا سا مطلب میری سمجھ میں تو یہ آتا
ہے کہ روزے دار اگر روزے کی پوری حکمت اور پوری اس کے جو قاعدے اور
ضابطے اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیںاس کے ساتھ اگر روزہ رکھ لیا جائے تو اللہ
تعالیٰ کا اس روزے دار کو دیدار ہوجاتا ہے۔روزے کی جزا میں خود ہوں۔ یعنی
اللہ تعالیٰ اس کے سامنے آجاتے ہیں۔اچھا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے اوپر
ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے چاہے سامنے آجائیں۔اللہ تعالیٰ کے اوپر کوئی پابند تھوڑا
ہی ہے۔اب یہ روزے کی جزا میں خود ہوں۔ اب ہم روزے رکھتے ہیں۔اپنے باپ
دادا سے بھی سنتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے آئے ہیں۔ روزوں کا اہتمام بھی بہت
ہوتا ہے۔روزے دار اس بات کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ بھئی ادھر ادھر کی
خرافات سے بچنا چاہئیے تاکہ روزے کا اجر ضائع نہ ہو۔لیکن ابھی تک کوئی ایسی
بات سننے میں نہیں آئی کہ کسی نے جوت کے ساتھ یہ کہا ہو کہ بھئی میں نے
روزہ رکھا تھا اور میں نے اللہ کا دیدار کرلیا ہے۔ہوں گے بہت سارے لوگ ہوں گے
اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے بندے پڑے ہوئے ہیں۔ ولی اللہ پڑے ہوئے ہیں۔عمومی
طور پر یہ بات سننے میں نہیں آئے گی۔ میرا خیال ہے آپ نے بھی نہیں سنی
ہوگی۔اس لئے کہ اس وقت میرا کہنا زیادہ مستند اس لئے ہے کہ میرا خیال ہے
میری عمر آپ سب سے زیادہ ہوگی اس وقت۔تو یہ بات کہ روزے کی جزا میں
خود ہوں یہ کس طرح حاصل ہو؟ روزے تو ہم رکھتے ہیں۔سحر بھی کھاتے ہیں۔

اب سحرکی بھی فضیلت کے بارے میں آپ نے حدیث سن لی۔افطار کی فضیلت
کے بارے میں بھی حدیث آپ نے سن لی۔بھوکا رہنا یہ بھی آپ کے ذہن میں آگیا۔
دیکھئے اللہ تعالیٰ جب یہ کہتے ہیں کہ روزے کی جزا میں خود ہوںتو اس کا
مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آدمی نے ایک دم اللہ کو دیکھ لیا۔ میری سمجھ کے
مطابق اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ روزے دار کے اندر ایک ایسی طرز فکر راسخ
ہوجاتی ہے کہ بندہ اس طرز فکر سے اللہ کے علاوہ کچھ دیکھتا ہی نہیں ہے۔
ایک طرز فکر حاصل ہوجاتی ہے اس سے۔ اچھا طرز فکر کے بارے میں ہم سب
کا مشاہدہ ہے اور ہم سب جانتے ہیں اس بات کو کہ طرز فکر ماحول سے بنتی
ہے۔اب وہ ماحول کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک ماحول ہوتا ہے والدین کا۔گھر کا
ماحول، ماں باپ، دادادادی، نانا نانی، خالہ پھوپھی۔ اور ایک ماحول ہوتا ہے گھر
سے باہر کا۔گھر کا ماحول ذرا کم افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔باہر کا ماحول زیادہ
افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔اب جب بچہ باہر نکلتا ہے تو ہر طرح کے لوگوں سے
اس کی میل جول ہوتی ہے، ملاقات ہوتی ہے۔لیکن یہ بات طے ہے اس سے
کوئی آدمی انکار نہیں کرسکتا کہ بچے کی جو ذہنی طبیعت ہوتی ہے وہ ماحول
کے زیر اثر ہوتی ہے۔آپ دیکھیں اگر ماں باپ کسی ایسے ماحول کسی ایسے
محلے میں رہتے ہیں جہاں کے آداب اچھے نہیں ہوتے تو وہ یہ دیکھتے ہیں ہمارے
بچے تو خراب ہورہے ہیں اس ماحول میں تو وہ کوئی بھی جتن کرکے خرچہ
کرکے کچھ لوگوں کو میں نے دیکھا ہے گھر بیچ دیتے ہیں۔بھئی یہ محلہ جو ہے
اس قابل نہیں ہے یہاں ہمارے بچے رہیں خراب ہوجائیں گے۔ وہ ایسے ماحول
میں جانا پسند کرتے ہیںکہ جہاں بچوں کی تربیت صحیح ہو۔اور ایسا بہت سارے
تجربات آپ کو بھی ہوں گے ، مجھے بھی ہوئے ہ کہ ایسے ماحول میں بچے رہیں
جہاں بچے پڑھتے نہیں ہیں، جہالت ہے۔ یا والدین کے اندر علم کا ذوق نہیں ہے۔
یا والدین میں خاندانی روایات کا فقدان ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے
بچے اس ماحول میں خراب ہورہے ہیں تو ہم اس ماحول کو چھوڑ دیتے ہیں اور
یہ تجربہ ہے کہ بچے ہمارے ٹھیک ہوجاتے ہیں۔اسی طرح اسکولوں کا بھی ہے۔
اسکول میں ہم بچوں کو بھیجتے ہیں تو وہ بھی اسی لئے بھیجتے ہیں تاکہ بچوں
کو ایک اچھا ماحول ملے۔تو اب ہمیں یہ سوچنا چاہئے اور ہم یہ سوچنے پر مجبور
ہیں اس کے علاوہ کوئی حل ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ماحول کے زیر اثر
طرز فکر بنتی ہے۔ماحول اچھا ہوگا تو آپ اچھے ہوجائیں گے۔ماحول خراب ہوگا
تو آپ ماحول کے زیر اثر ضرور آپ کے اندر خرابیاں پیدا ہوں گی ۔ آپ کا بیٹا
ایسے بچوں میں کھیلے گا جو گالم گلوچ کرتے ہوں وہ گالی دینا شروع کردیگا۔ آپ
کا بچہ ایسے ماحول میں رہتا ہے کہ جہاں اللہ رسول کا تذکرہ ہوتا ہے، آپ
جناب سے گفتگو کی جاتی ہے وہ اسی قسم کی گفتگو کرے گا ، اسی قسم کی
بولی بولے گااور اسی قسم کی باتیں کرے گا جو اس کے ماحول میں موجود ہے۔ یا
ماحول میں وہ بچہ سن رہا ہے۔ماں باپ اگر جھوٹ بولیں گے تو بچے جھوٹ بولے
گا۔آپ نے دیکھا ہوگا چھوٹے چھوٹے بچے دو سال کے ایک سال کے ۔ اماں ابا نماز

پڑھتے ہیں مصلے پہ آکر بچے بھی کھڑے ہوجاتے ہیں ساتھ ۔ اسے تو نہیں پتہ کیا
کررہے ہیں۔ ماحول آدمی کو بدلتا ہے ۔ تبدیل کرتا ہے۔تو ایک ماحول انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام

Create

کرتے ہیں۔اور ایک ماحول شیطان

Create

کرتا ہے۔جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماحول میں بندے چلا جاتا ہے تو
وہ صالح ہوجاتا ہے، نیک ہوجاتا ہے، متقی ہوجاتا ہے، پرہیز گار ہوجاتا ہے،
مساجدیں آباد ہوجاتی ہیں، قرآن کریم کی تلاوت عام ہوجاتی ہے۔ ایک ماحول
بن جاتا ہے نورانی۔اور جب کوئی آدمی پیغمبروں سے ہٹ کر شیطانی ماحول
میں جاتا ہے تو جناب سنیما آباد ہوتے ہیں، شراب خانے آباد ہوتے ہیں، بلیک
مارکیٹنگ کی مارکیٹیں آباد ہوتی ہیں۔ وہ کچھ ہوتا ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے ماحول کے اور طرز فکر کے بالکل الگ ہوتا ہے ۔ یہ ایسی بات ہے
آپ لوگوں کی سمجھ میں آگئی اس میں کوئی پیچ تو ہے نہیں۔ اب جب ہم
روزے کے عمل کی طرف آتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ روزہ کیا ہے؟ اور روزہ اتنی
بڑی عبادت کس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ دیا کہ میں روزے کی جزا میں
خود ہوں۔ یعنی روزے دار کو میں مل جاتا ہوں سمجھیں روزے دار کو میں مل
جاتا ہوں۔یا روزے دار مجھے ڈھونڈ لیتا ہے۔ روزے دار مجھے پا لیتا ہے ۔یا روزے دار
میرا دیدار کرلیتا ہے۔تو جب روزے کے بارے میں آپ سوچیں گے تھوڑی سی دیر کے
لئے آپ سوچیںتو رمضان المبارک پورا مہینہ ایک ماحول ہے۔فجر کی اذان سحر ۔
سارے دن بھوکا رہنا۔حلال چیزوں کو حرام کرلینا۔افطار کے وقت جناب ایک کروڑ
بندہ بیٹھا ہوا ہے چیزیں سامنے رکھی ہوئی ہیں۔ بھوک بھی لگ رہی ہے ، پیاس
بھی لگ رہی ہے ۔ لیکن مجال ہے جب تک اذان کی آواز نہ آجائے کوئی
افطارکرلے۔تو انتظارکرتے ہیں کہ اذان ہو تو منہ کھلے گا ۔ اذان مغرب کی نہیں
ہوگی تو منہ نہیں کھلے گا۔تو جتنے بھی روزے دار لوگ ہیں اللہ تعالیٰ سب کو
روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے وہ کوشش کرتے ہیں جھوٹ نہ بولیں۔وہ
کوشش کرتے ہیں غیبت نہ کریں۔تو یہ ایک ماحول بن گیا۔اب ایک ماحول ہے
پہلوانوں کا۔اب پہلوانوں کا ماحول ہی یہ ہے کہ خوب ورزشیں کریں اور کھاتے
چلے جائیں ، ورزشیں کریں اور کھاتے چلے جائیں ۔ وہ ایک دفعہ یہاں ایک پہلوان
آیا تھا باہر کا اس کی خوراک چھپی تھی اخبارمیں۔ وہ کہتا تھا میں تیس انڈے
صبح ناشتے میں کھاتا ہوں۔ایک بکراکھاجاتا ہوں۔تو وہ ایک ان کا ماحول ہی الگ
تھاکھانے پینے کا۔اور جو صحت مند لوگ ہوتے ہیان کا بھی ایک ماحول ہے۔ بیمار
آدمیوں کا بھی ایک ماحول ہے۔ اب آپ ہسپتا ل میں جائیں تو ہسپتال کے ماحول
کو آپ صحتمند ماحول نہیں کہہ سکتے۔ہسپتال کا ماحول اس لئے ہے تاکہ بیمار
آدمی ایک جگہ جمع ہوکر اچھی صحت لے کر اس ماحول بیماری کے ماحول سے

نکل کر صحت مند معاشرے میں واپس آجائیں۔تو رمضان ایک مکمل پروگرام ہے۔
ایک ماحول ہے پوری قوم کے لئے۔جب آدمی اس ماحول میں رچ بس جاتا ہے ۔
مثلاً ایک بچہ ہے آپ کا اب آپ کے گھر میں آپ جناب سے بات کی جاتی ہے، آپ
کے گھرمیں گالم گلوچ نہیں ہوتی۔تو آپ کا بچہ کتنا ہی کوشش کرے میں گالی
دے دوں وہ گالی دے ہی نہیں سکتا۔مجھے کئی دفعہ غصہ آتا ہے تو میں غصے کو
برداشت کرتا ہوں پھر سمجھتا ہوں نہیں تنبیہ کرنی ضروری ہے تو میں ایک دو
دن تو ایسی ترکیب میں لگا رہتا ہوں کہ گالی کون سی دوں۔ اور جب دو تین
دن گزر جاتے ہیں نہ وہ پھر غصہ رہتا ہے نہ ا س کا کوئی اثر رہتا ہے ۔بڑی سے
بڑی گالی اگر میرے منہ سے نکلتی ہے تو خبیث نکلتی ہے۔ اور خبیث کا تو کوئی
اثر ہی نہیں ہوتا۔وہ کیوں؟ میرے گھر کا ماحول تھا۔ وہ یہ تھا کہ ایک دفعہ
میرے منہ سے گالی نکل گئی مجھے یاد ہے چھوٹا سا تھا میوہ جناب میری اماں نے
کیا کیا لکڑیاں جلتی تھیں چولہے میں وہ جناب سے چمٹے سے نکالا دہکتا ہوا سرخ
رنگ کا لے آئیں چمٹے میں پکڑ کر اور کہنے لگیں منہ کھول تیری زبان میں رکھوں
گی۔منہ کھول تیری زبان میں رکھوں گی۔بھئی میری اماں میری زبان جلا دیں
گی۔اب میں ہنستا ہوں کھول لیتا ماں نے کون سا انگارہ رکھنا تھا۔تو اس ماحول
کی وجہ سے اب میں اپنی ذاتی بات کر رہا ہوں میں اگر ارادہ کرلوں تو میں
گالی نہیں دے سکتا۔اسی طرح اگر آپ کا ماحول ایسا ہے کہ آپ جھوٹ نہ بولیتو
آپ کوشش کے باوجود جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اگر آپ کے ماحول میں آپ کی
تربیت اس طرح کردی گئی کہ کسی کی دل آزار نہیں کرنی تو آپ کتنا ہی
چاہیں دل آزاری نہیں کرسکتے۔اور اگر آپ نے دل آزاری کسی کی آپ سے ہوگئی
تو آپ کا ضمیر ملامت کرتا رہتا ہے۔تو یہ روزہ جو ہے رمضان المبارک کا پورا
مہینہ تیس دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا ماحول بنایا ہے تیس دن میں کہ بندہ کچھ
بھی کرے اس کا ذہن اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔کس طرح اب اسے پیاس لگ
رہی ہے گرمی ہورہی ہے گلا خشک ہورہا ہے ، زبان پہ کانٹے پڑ گئے ہیں۔
جناب پانی لیتا ہے کلی کرلیتا ہے۔تولیہ بھگو کر سر پہ رکھ لیتا ہے۔پانی نہیں
پیتا۔کیوں نہیں پیتا؟ کہ میں نے صبح اللہ سے وعدہ کیا تھاکہ جب تک مغرب کی
اذان نہیں ہوگی میں نے پانی نہیں پینا۔اور اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ مجھے کوئی
نہ دیکھے۔ بھئی آپ غسل خانے میں جائیں جاکر غٹ غٹ پانی پی لیں کوئی دیکھ
رہا ہے آپ کو ؟ لیکن آدمی نہیں پیتا۔کیوں؟ کیونکہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔
کوئی دیکھے نہ دیکھے مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔اچھا بھوک لگ رہی ہے۔ پیٹ میں
بل پڑ رہے ہیں۔ آنتیں قل ھوا اللہ شریف پڑھ رہی ہیں۔آپ روٹی نہیں کھاتے۔
کیوں نہیں کھاتے بھئی؟حرام تو نہیں ہے روٹی۔نہ ... اللہ دیکھ رہا ہے۔نماز کی
پابندی ہوجاتی ہے۔ غیبت نہیں ہوتی۔اب افطا ر کرلیا۔اب افطار کے بعد جناب
آپ کا پورا دن تو اس ماحول میں گزرا اللہ دیکھ رہا ہے روٹی نہیں کھانی ہے۔
اللہ دیکھ رہا ہے پانی نہیں پینا ہے۔اللہ دیکھ رہا ہے کسی کو گالی نہیں دینی
ہے۔ا للہ دیکھ رہا ہے کسی کی غیبت نہیں کرنی ہے۔اللہ دیکھ رہا ہے کہ کسی

کی دل آزاری نہیں کرنی ہے۔ ایک ماحول بنا آپ کا پورا ۔ اچھا دوسری بات یہ ہے
کہ انسان کی زندگی کے جو دو رخ ہیں ایک اس کا جسم ہے ایک اس کی روح ہے۔
تو یہ سارے ڈاکٹر بھی جانتے ہیں، حکیم بھی جانتے ہیں کہ اگر انسان ضرورت
سے زیادہ کھانا کھاتا ہے تو ضرورت سے زیادہ کھانا کھانے سے اس کے اندر طاقت
نہیں آتی وہ بیماریاں اس کے اند رداخل ہوجاتی ہیں۔سب جانتے ہیں۔اب دیکھئے
ناں آپ موٹے ہوجاتے ہیں کہتے ہیں ڈائیٹنگ کرو۔کیوں کرو ڈائیٹنگ؟ کہ زیادہ کھانے
سے بیمار ہوگئے ہیں آپ۔اتنا کھائیں جتنی ضرورت ہے۔حضرت علی کا قول ہے
وہ فرماتے ہیں کہ پیٹ کے تین حصے کرو۔ایک حصہ کھانے کا، روٹی کا۔ایک حصہ
پانی کا۔ اور ایک حصہ ہوا کا۔جب تم یہ کام کروگے تو کبھی بیمار نہیں ہوگے۔
آپ نے دیکھا ہوگا کم کھانے والے لوگ بہت کم بیمار ہوتے ہیں ۔ زیادہ کھانے والے
لوگ بہت زیادہ بیمار ہوتے ہیں۔ چکنائیں کھا کھا کے کسی کے جناب کولیسٹیرول
بڑھ گیا ۔ کسی کا ہائی بلڈ پریشر ہوگیا۔کم کھانے والے لوگ جو ہیں وہ کم بیمار
ہوتے ہیں۔ یہ مثل اصول ہے۔اب جب آپ نے روزے رکھاوہ آٹومیٹک ہی کھانا کم
ہوگیا تو آپ کی صحت اچھی ہوگئی۔دوسرے یہ کہ آپ جتنا کھانا زیادہ کھائیں گے
آپ کے دماغ میں نیند کا خمار آئے گا۔ہر وقت بس سوئے جاؤ سوئے جاؤ سوئے
جاؤ۔ وہ رمضان میں کچھ دن نیند آتی ہے دو تین دن پھر نیند نہیں آتی نیند اڑ
جاتی ہے۔اچھا آپ نے دیکھا ہوگا دو تین دن تو ذرا پریشانی ہوتی ہے اور جب دو
تین دن کے آپ روزے رکھ لیتے ہیں تو اس کے بعد روزے میں ایک لذت آتی ہے۔کئی
دفعہ تو افطار کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔اتنی لذت روزے میں آتی ہے۔تو یہ
ایک ماحول بنا۔اس بات کے لئے کہ آپ اللہ کے لئے بھوکے رہیں گے ۔ اللہ کے لئے
پیاسے رہیں گے۔اللہ کے لئے جھوٹ نہیں بولیں گے۔غیبت نہیں کریں گے کسی
کی۔اور صبح سے شام تک اس خیال کو باربار، باربار

Repeat

کریں گے کہ میرا فجر سے لے کر مغرب تک یعنی طلوع شمس سے غروب
شمس تک پوری میری جو زندگی ہے وہ اللہ کے لئے وقف ہے۔ میں نے کچھ نہیں
کرنا ۔ جو اللہ نے چاہنا ہے وہی میں نے کرنا ہے۔پھر وہ رات آگئی۔اب رات میں
بھی تراویح پڑھنی ہے۔تھوڑی دیر سوگئے اب کہا سحر کرنی ہے۔اب جب آپ اس
کو چارٹ بنائیں گے اس کا اور حساب کتاب کریں گے تو چوبیس گھنٹے میں تقریباً
پندرہ سولہ گھنٹے انسان کا ذہن اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔جو عام دنوںمیں
نہیں رہتا ۔ تو یہ روزہ جو ہے یہ ایک ماحول ہے۔جو انسان کو انبیاء کی صف
میں جاکر کھڑا کردیتا ہے اور اللہ سے قریب کردیتا ہے۔پھر اس پریکٹس سے ، کم
کھانے سے ، کم سونے سے، کم باتیں کرنے سے، آدمی کے اندر ایک روحانی صلاحیت
بیدار ہوجاتی ہے۔ہر انسان جانتا ہے انسان کے اندر دو صلاحیتیں کام کررہی
ہیں۔ایک ہم بیداری میں چلتے ، پھرتے، کھاتے، پیتے ہیں۔ اور دوسری صلاحیت ہم
خواب میں کھاتے پیتے، چلتے پھرتے ہیں۔تو بیس روزے رکھنے کے بعد یعنی بیس دن

ایک مخصوص نورانی ماحول میں رہنے سے انسان کے اندر ایک صلاحیت ابھرتی ہے۔ وہ صلاحیت ہے غیب بینی کی صلاحیت ہے۔جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ شب قدر کو طاق راتوں میں تلاش کرو۔اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس اور اگر چاند نہ ہو تو انتیس بھی ہے۔اور جو لوگ روزے کی فضیلت، روزے کے آداب ، روزے کی حکمت اور روزے کے مفہوم سے باخبر ہوکر بیس روزے رکھ لیتے ہیں ان کے اندر یقینا غیب میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔اور جب وہ رات کو جاگتے ہیں شب بیداری کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے اوپر شب قدر کا انکشاف ہوتا ہے۔ان انزلنہ فی لیلۃ القدر ... لیلۃ القدر خیر من الف شھر ... تنزل الملائکۃ و الروح ... والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ... ھی حتی مطلع الفجر...کہ شب قدر کیا ہے؟ آپ کیا سمجھے شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔اب ایک ہزار مہینے میں تیس ہزار دن ہوتے ہیں، تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔حساب صحیح کر رہا ہوں یا غلط کر رہا ہوں؟ کیوں بھئی؟ صحیح ہے؟ تیس ہی ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ ایک مہینے میں تیس راتیں ہوتی ہیں ، تیس دن ہوتے ہیں۔تو ایک ہزار مہینے میں تیس ہزار دن ہوتے ہیں، تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔کتنی ہوگئیں؟ ساٹھ ہزار ہوگئیں۔ خیر من الف شھر...لیلۃ القدر افضل ہے ساٹھ ہزار گنا حواس سے۔یعنی اگر آپ کے اندر لیلۃ القدر کے حواس بیدا ر ہوگئے ہیتو آپ کے دیکھنے کی، آپ کے محسوس کرنے کی آپ کے اندر ساٹھ ہزار گنا زیادہ صلاحیت بیدار ہوگئی۔رمضان المبارک کے ماحول میں رہنے سے، روزے رکھنے سے۔ اور روزے رکھنے کے آداب ہیں ... کم کھاؤ، کم پیو۔ یہ کوئی یہ نہیں ہے ہمارے ہاں جب ہم روزے رکھتے ہیں تو بڑا عجیب ہے لوگ کہتے ہیں جی ہر مہینے میں رمضان کا خرچ دگنا ہوجاتا ہے۔اس لئے کہ ہر رمضان میں ہم مسلمان لوگ دگنا کھانا کھاتے ہیں۔اور یہ حال ہے کہ سحری میں بھئی کھجریاں کھانی ہیں،پھینیاں کھانی ہیں، پراٹھے کھانے ہیں ... کیوں بھئی...؟ کہ بھوک نہ لگے۔دوپہر تک ڈکاریں آتی رہتی ہیں کھٹی کھٹی ۔ میں تو اپنا حال بتا رہا ہوں آپ کامجھے نہیں پتہ۔کھٹی کھٹی ڈکاریں آتی رہتی ہیں۔ اب ذرا وہ ظہر کے بعد ذرا کھانا نیچے اترتا ہے اب وہ جی افطار میں لگ جاؤ۔اب وہ افطار میں لگ گئے۔اب وہ عصر کے بعد افطار سے فارغ ہوئے۔اب جناب کھانا ، دسترخوان یہ سب سجا کے بیٹھ گئے۔اب وہ اللہ تو پتہ نہیں کہاں ہے اب کھانے میں دل لگا ہوا ہے کہ وہ کمبخت مولوی کو دیر ہورہی ہے جلدی سے اذان دے تاکہ افطار کریں۔لیکن اگر آپ نے روزے کے آداب کے ساتھ روزہ رکھ لیا ۔ مثلاً اتنا کھائیں جس سے کمزوری نہ ہو۔اتنا سوئیں جس میں آپ کی طبیعت خراب نہ ہو۔اتنا کام کریں جس میں آپ تھکان سے بے حال نہ ہوجائیں۔اور پھر روزے رکھیں۔اب روزے میں جب آپ کو فرصت ملے گی بھئی زیادہ سے زیادہ قرآن شریف پڑھیں۔نفلیں پڑھیں۔درود شریف پڑھیں۔سورۃ قدر کی آیات کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں۔بیس دن آپ کے اندر اتنی صلاحیت پیدا ہوجائے گی اب آپ غیب کی دنیا کو دیکھنے کے قابل ہوگئے۔اب جب آپ راتوں کو

جاگیں گے ۔ اکیس کو جاگیں، تئیس کو جاگیں، پچیس کو جاگیں، اب دیکھئے ناں
رات کو آپ جاگیں گے کوئی تاش کے پتے تو کھیلیں گے نہیںبھئی اللہ کی عبادت
ہی کریں گے ناں؟ تو اس عبادت کے انوار سے آپ کے اندر ایسی نگاہ پیدا ہوجائے
گی کہ آپ فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔تو میری دانست میں بھائی میں تو یہی
سمجھتا ہوں کہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ ایک ماحول ہے۔ایسا ماحول جو
انبیاء کا ماحول ہے۔اللہ سے قربت کا والوں کا ماحول ہے۔فرشتوں کا ماحول ہے
... تنزل الملائکة والروح ... فرشتے اترتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
اترتے ہیں۔اور اس ماحول میں جب آپ رچ گئے ، بس گئے تو اب پورے سال جیسے
میں نے آپ کو بتایا میں گالی نہیں دے سکتا۔ اب ایک مہینے کے ماحول میں اگر
آپ اللہ تعالیٰ سے قربت اگر آپ کو حاصل ہوگئی بس ٹھیک ہے بھئی سارے سال
آپ کو وہ قربت حاصل رہے گی۔شرط یہ ہے کہ روزے کو روزے کے آداب کے
ساتھ رکھا جائے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے۔آپ کو توفیق دے، مجھے بھی
توفیق دے کہ ہمیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی جو
رسول اللہ ﷺ نے ہدایت عطا فرمائی ہے ہم اس پر بھرپور طریقے سے عمل
کریں۔آپ سب حضرات تشریف لائے اللہ کا نام سننے کے لئے ، رسول اللہ ﷺ کی
محبت ، عشق میں اور نسبت میں آپ نے سفرکیا۔ دور دراز سے آئے حالات بھی
اچھے نہیں تھے۔اس کے لئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم
عطا فرمائے۔اور رمضان المبارک کی برکات سے ہم سب کو مستفیض ہونے کی
توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین۔